Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 30, 2026

Commandments of Physical impurity: An Analytical Study of the Book of Ṭahārah in the Talmud's Seder Ṭohorot and the Six Canonical Hadith Collections (Kutub al-Sittah)

جسمانی نجاست کے احکام: تالمود کی صیدر طہورہ اور کتب صحاح ستہ میں کتاب الطہارۃ کے مضامین کا تجزیاتی مطالعہ

Hafiz Muhammad Ahmad
Research Scholar, M.Phil Islamic Studies (Specialization in World Religion), Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore
Email: hafizmuhammadahmad92786@gmail.com

Dr. Sadia Gulzar
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore
Email: sadia.is@pu.edu.pk

Abstract

In Jewish and Islamic law, the rules of physical impurity have not only a jurisprudential and religious aspect but also form the basis of a practical system of religious purification. The Talmud is the primary legal and jurisprudential source in Jewish law. An important part of it is the "Seder Tohorot", which is exclusively concerned with issues of purity and impurity. The chapters on purity in the Sihah Sitta are listed at the beginning as the basis of worship. These chapters describe the rules of water, ablution, ghusl, tayammum, menstruation and post-partum bleeding, and istinja. A comparison of this research makes it clear that concepts of purity are fundamental to religious identity, the order of worship, and social purity. The concept of impurity in both religions is not limited to acts of worship but extends to domestic, social, dietary and legal injunctions. This research not only reveals common values but also makes us understand the wisdom of differences, which becomes a strong source of interfaith harmony, scholarly dialogue and a better understanding of religious principles. The purpose of this study is to examine the wisdom, moral and spiritual purposes of the commandments of purity in the Judaism and Islam, as well as to analyze the common and divergent aspects between them. The research method is narrative, comparative and analytical.

Keywords: Sihah Sitta, Talmud, Jewish, Impurity, Worship, Interfaith Study

ادیانِ عالم میں طہارت و نجاست کے قوانین کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ احکام انسان کی روزمرہ عبادات، معاشرتی تعلقات اور روحانی طہارت سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ بالخصوص یہودی اور اسلامی شریعت میں جسمانی نجاست کے احکام نہ صرف فقہی و شرعی پہلو رکھتے ہیں بلکہ مذہبی تطہیر کے عملی نظام کی بنیاد بھی ہیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

تالمود یہودیت کی بنیادی مذہبی، فقہی اور فکری کتابوں میں سب سے اہم مقام رکھتی ہے۔ یہ دراصل تورات کی تشریح، توضیح اور عملی تطبیق کا مجموعہ ہے، جس میں یہودی علماء اور ربیوں کے صدیوں پر محیط مباحث، آراء اور فقہی فیصلے محفوظ ہیں۔ اس کا ایک اہم حصہ "صیدر طہورہ"(Seder Tohorot) ہے، جو خالصتاً طہارت و نجاست کے مسائل پر مشتمل ہے۔اس میں میکوہ(Mikveh) یعنی غسل خانہ، حیض و نفاس کی نجاست، مردہ کے لمس سے نجاست، اور طہارت کے ذرائع جیسے وضو و غسل کے قواعد تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔اسلامی شریعت میں اسی نوعیت کے مسائل کتبِ حدیث کے ابتدائی ابواب میں مذکور ہیں، جنہیں "کتاب الطہارۃ" کہا جاتا ہے۔ صحاح ستہ میں طہارت کے ابواب عبادات کی اساس کے طور پر آغاز میں درج ہیں۔ ان ابواب میں پانی کے احکام، وضو، غسل، تیمم، حیض و نفاس اور استنجا کے تفصیلی احکام بیان کیے گئے ہیں۔

تالمود کے مطابق "طہارت قربتِ الٰہی کی پہلی شرط ہے" جب کہ اسلامی شریعت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ"،[1] یعنی پاکیزگی ایمان کا نصف ہے۔ یہ تقابل ظاہر کرتا ہے کہ دونوں مذاہب میں جسمانی نجاست صرف جسمانی یا مادی مسئلہ نہیں بلکہ روحانی، اخلاقی اور معاشرتی تطہیر سے بھی گہرا تعلق رکھتی ہے۔

یہ تحقیق اس پہلو کو واضح کرتی ہے کہ دونوں ادیان میں جسمانی نجاست کو کس طرح عبادات، بالخصوص نماز اور قربانی جیسے اعمال کے لیے شرطِ لازم قرار دیا گیا ہے۔ مزید برآں، یہ تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ اگرچہ دونوں مذاہب میں نجاست و طہارت کے احکام ایک جیسے پہلو رکھتے ہیں، تاہم یہودی شریعت میں ان کی زیادہ شدت اور تفصیل ملتی ہے جبکہ اسلامی شریعت میں سہولت، اعتدال اور عملی پہلو نمایاں ہیں۔

تالمود اور کتب صحاح ستہ کے مشترکہ احکام

عبادت سے قبل طہارت کے احکام

اسلام اور یہودیت دونوں ایسے مذاہب ہیں جن میں عبادت سے قبل ظاہری و باطنی طہارت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ دونوں مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ انسان جب اپنے رب کے حضور حاضر ہو تو جسم، لباس اور دل کی پاکیزگی اختیار کرے، کیونکہ طہارت عبادت کی قبولیت، روحانی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

یہودیت میں عبادت، ہیکل میں حاضری اور مذہبی رسوم سے قبل تطہیر کے مختلف احکام موجود ہیں۔ یہودیت میں عبادت سے پہلے پاکیزگی کو نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ تورات میں کاہنوں اور بنی اسرائیل کو عبادت سے قبل غسل اور ہاتھ پاؤں دھونے کا حکم دیا گیا۔ تورات میں مذکور ہے:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 30, 2026

’’اور ہارون اور اس کے بیٹے اس حوض سے اپنے ہاتھ اور پاؤں دھوئیں گے۔ جب وہ خیمۂ اجتماع میں داخل ہوں گے تو پانی سے غسل کریں گے تاکہ مر نہ جائیں۔‘‘[2]

اسی طرح یہودی شریعت میں ’’مِقوَہ‘‘(Mikveh) یعنی مخصوص تطہیری غسل کا نظام موجود ہے، جس کے ذریعے مذہبی نجاست سے پاکی حاصل کی جاتی ہے۔

تالمود میں عبادت اور مقدس اعمال سے پہلے طہارت و پاکیزگی کو بنیادی مذہبی تقاضا قرار دیا گیا ہے۔ یہودیت میں صبح بیدار ہونے کے بعد ہاتھ دھونا (Netilat Yadayim)، بعض جسمانی نجاستوں کے بعد غسلِ تطہیر (Mikveh) کرنا، اور ہیکل یا مقدس مقام میں داخل ہونے سے قبل خود کو پاک کرنا مذہبی فرائض میں شامل تھا۔ تالمود کی کتاب براخوت میں ہاتھ دھونے کی تاکید موجود ہے، جبکہ مِقواؤت (Mikvaot) میں غسلِ تطہیر کے تفصیلی احکام بیان کیے گئے ہیں۔ اسی طرح ہیکل میں داخلے سے قبل طہارت کو لازمی قرار دیا گیا تاکہ عبادت ادب، خشوع اور روحانی پاکیزگی کے ساتھ ادا ہو۔[3]

اسلام میں نماز، تلاوتِ قرآن اور بعض دیگر عبادات سے پہلے وضو یا غسل کو لازم قرار دیا گیا، جبکہ اسلام میں اللہ تعالیٰ نے عبادت سے قبل طہارت کا واضح حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ..."[4]

’’اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہرے اور ہاتھ کہنیوں تک دھو لیا کرو...‘‘

اس آیتِ مبارکہ میں نماز سے پہلے وضو کو لازم قرار دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کے لیے جسمانی پاکیزگی بنیادی شرط ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ"[5] ’’طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔‘‘ یہ حدیث اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اسلام میں عبادت کا آغاز ہی طہارت سے ہوتا ہے، اور مسلمان کے لیے جسمانی صفائی روحانی ترقی کا ذریعہ ہے۔

دونوں مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت سے قبل طہارت کا مقصد انسان کو ظاہری و باطنی طور پر پاک کرنا ہے تاکہ وہ خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکے۔ اسلام میں وضو، غسل اور تیمم کے جامع احکام دیے گئے، جبکہ یہودیت میں تطہیری غسل اور نجاست سے پاکی کے مخصوص اصول مقرر کیے گئے۔ دونوں مذاہب اس امر پر متفق ہیں کہ روحانی پاکیزگی کا آغاز جسمانی صفائی سے ہوتا ہے، اور عبادت کی حقیقی روح طہارت و تقدس کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

پانی کے ذریعے طہارت

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

یہودیت اور اسلام دونوں مذاہب میں پانی کو طہارت اور پاکیزگی حاصل کرنے کا بنیادی ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ دونوں شریعتوں میں عبادت سے قبل جسمانی و روحانی پاکیزگی کے لیے پانی کے استعمال کو نہایت اہم سمجھا جاتا ہے۔ اسلام میں وضو اور غسل کے احکام قرآن و حدیث میں واضح طور پر بیان ہوئے ہیں، جبکہ یہودیت میں تالمود اور تورات کے احکام کے مطابق "مِقوہ" (Mikveh) یعنی مخصوص پاک پانی میں غسل کے ذریعے طہارت حاصل کی جاتی ہے۔ دونوں مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ نجاست یا حدث کے بعد انسان پانی کے ذریعے خود کو پاک کرے تاکہ عبادت کے قابل ہو سکے۔

یہودیت میں پانی کے ذریعے طہارت کا تصور نہایت بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ تورات میں مختلف مواقع پر جسمانی نجاست کے بعد غسل کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ کتابِ احبار میں ہے:

"وہ اپنے جسم کو پانی سے دھوئے تاکہ پاک ہو جائے۔"[6]

تالمود میں "مِقوہ" کے قوانین تفصیل سے بیان ہوئے ہیں، جہاں مخصوص مقدار کے قدرتی پانی میں غسل کو شرعی طہارت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ خصوصاً حیض، جنابت اور بعض دوسری نجاستوں کے بعد مِقوہ میں غسل ضروری سمجھا جاتا ہے

یہ قوانین بنیادی طور پر مشنا کے حصہ "طہاروت" (Seder Tohorot) کے تحت موجود رسالہ "میقواؤت" (Tractate Mikvaot) میں مذکور ہیں۔ اس رسالہ میں مِقوہ کے پانی کی مقدار، اس کے قدرتی ہونے، بارش کے پانی کی شرط، اور طہارت کے صحیح طریقے کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

مشنا میقواؤت میں بیان ہے کہ شرعی مِقوہ کے لیے کم از کم چالیس سیعہ (Forty Se'ah) پانی ہونا ضروری ہے، اور یہ پانی قدرتی ذریعہ، مثلاً بارش یا چشمہ، سے حاصل شدہ ہو۔ اگر پانی اس معیار کے مطابق ہو تو اس میں مکمل جسم ڈبونے سے انسان شرعی طور پر پاک شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ مشنا میں مذکور ہے:

"A mikveh containing forty se'ah of water is valid for purification."

(یعنی: چالیس سیعہ پانی والا مِقوہ طہارت کے لیے معتبر ہے۔)

یہ حکم خصوصاً حیض والی عورت، جنابت والے شخص، اور بعض دیگر شرعی نجاستوں کے بعد غسل کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ اگر پانی میں ناپاک یا کھینچا ہوا (drawn) پانی زیادہ شامل ہو جائے تو مِقوہ فاسد ہو جاتا ہے اور طہارت کے لیے معتبر نہیں رہتا۔[7]

OPEN ACCESS CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

یہودی فقہ کے مطابق پاک پانی انسان کو مذہبی عبادات اور مقدس اعمال کے لیے تیار کرتا ہے، جو اسلامی تصورِ غسل و وضو سے کافی مشابہت رکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِنْ كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا[8] یعنی: ''اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو خوب پاکی حاصل کرو۔'' اسی آیت میں وضو کے اعضاء کو دھونے کا بھی حکم دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی عبادت سے پہلے طہارت کا بنیادی ذریعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی وضو اور غسل کی اہمیت کو بارہا بیان فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو بے وضو ہو، یہاں تک کہ وہ وضو کرے۔''[9]

اسلام میں نجاست دور کرنے کے لیے پاک پانی کا استعمال ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اگر جسم، کپڑے یا جگہ ناپاک ہو جائے تو اسے پانی سے دھونا لازم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی کے مسجد میں پیشاب کرنے کے واقعہ میں فرمایا ''اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہادو۔[10]

اس طرح اسلام اور یہودیت دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ پانی صرف ظاہری صفائی ہی نہیں بلکہ روحانی پاکیزگی اور عبادت کی تیاری کا بھی اہم ذریعہ ہے۔ دونوں مذاہب میں پاک پانی کے ذریعے نجاست دور کرنے اور عبادت سے پہلے طہارت اختیار کرنے کو مذہبی زندگی کا لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے۔

حیض اور نفاس کے احکام

اسلام اور یہودیت دونوں میں حیض اور نفاس کے احکام کو طہارت و نجاست کے اہم ابواب میں شمار کیا گیا ہے۔

تالمود اور تورات میں حائضہ عورت کو ''نِدّاہ'' کہا جاتا ہے، اور اس کے لیے مخصوص طہارت کے احکام مقرر کیے گئے ہیں۔ کتابِ احبار میں مذکور ہے: ''جب عورت کو خون آئے اور وہ اپنے حیض میں ہو تو سات دن تک ناپاک رہے گی، اور جو کوئی اسے چھوئے گا شام تک ناپاک رہے گا۔''[11]

تالمود باب ''نِدّاہ'' میں حیض اور نفاس سے متعلق تفصیلی قوانین بیان کیے گئے ہیں، جن کے مطابق حیض کے دنوں میں میاں بیوی جسمانی تعلق سے اجتناب کرتے ہیں اور پاکی حاصل کرنے کے لیے مخصوص غسل یعنی ''مِقواہ'' کیا جاتا ہے۔ نفاس کے بارے میں بھی تورات میں مذکور ہے کہ بچے کی ولادت کے بعد عورت ایک مخصوص مدت تک شرعی ناپاکی کی حالت میں رہتی ہے۔[12]

شریعتِ اسلامیہ میں حیض اور نفاس کو طبعی اور شرعی حالت قرار دیا گیا ہے جس کے دوران بعض عبادات مثلاً نماز، روزہ اور مسجد میں اعتکاف سے متعلق مخصوص احکام نافذ ہوتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ[13]

''اور لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے کہ وہ ایک اذیت ہے، اس لیے حیض کے زمانہ میں عورتوں سے الگ رہو۔''

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

اس آیت میں حیض کی حالت کو شرعی عذر قرار دیتے ہوئے ازدواجی تعلقات سے اجتناب کا حکم دیا گیا۔احادیثِ نبویہ میں بھی حیض اور نفاس کے تفصیلی احکام بیان ہوئے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو،اور جب ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔''[14]اسی طرح صحیح مسلم میں نفاس والی عورت کے لیے بھی غسل کے بعد عبادات کی ادائیگی کا ذکر موجود ہے۔فقہاءِ اسلام نے ان نصوص کی روشنی میں بیان کیا ہے کہ حیض اور نفاس کے دوران عورت نماز اور روزہ سے رخصت پاتی ہے،البتہ روزوں کی قضا بعد میں لازم ہوتی ہے جبکہ نماز کی قضا نہیں۔

اسلام اور یہودیت دونوں مذاہب حیض اور نفاس کو جسمانی و روحانی طہارت کے ساتھ مربوط کرتے ہیں۔دونوں میں عبادات اور ازدواجی تعلقات کے حوالے سے احتیاطی اصول موجود ہیں،اور دونوں پاکی کے حصول کے لیے غسل کو ضروری قرار دیتے ہیں۔تاہم اسلام نے ان احکام میں آسانی،اعتدال اور عورت کی عزت و تکریم کو نمایاں رکھا،جبکہ یہودیت میں بعض احکام نسبتاً زیادہ سخت اور تفصیلی ہیں۔

جنابت سے طہارت

اسلام اور یہودیت دونوں میں جنابت (Ritual Impurity due to Sexual State) سے طہارت عبادت اور مقدس اعمال کی ادائیگی کے لیے بنیادی شرط سمجھا جاتا ہے۔

یہودی مذہبی روایت تالمود میں جنابت کو ایک ایسی حالت قرار دیا گیا ہے جس کے بعد مذہبی طہارت ضروری ہوتی ہے۔ تالمود اور تورات میں ''مِقوہ'' (Mikveh)یعنی مخصوص طہارت کے غسل کا ذکر ملتا ہے۔کتابِ احبار میں حکم دیا گیا:''جو شخص منی کے اخراج کی حالت میں ہو وہ اپنے سارے جسم کو پانی سے دھوئے اور شام تک ناپاک رہے گا''[15]

اسی طرح تالمود کی tractate Berakhot اور Mikvaot میں یہ بیان کیا گیا کہ عبادت، مقدس مقامات میں داخلے اور بعض مذہبی اعمال سے قبل جنابت سے پاک ہونا ضروری ہے۔[16]

تالمود میں مذکور احکام کے مطابق بہتے یا مخصوص مقدار والے پانی میں مکمل جسم کا ڈبونا طہارت کے لیے ضروری سمجھا جاتا تھا۔یہودی علماء کے نزدیک یہ غسل محض جسمانی صفائی نہیں بلکہ روحانی تجدید اور مذہبی تقدس کی علامت تھا۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا[17]یعنی''اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو خوب پاکی حاصل کرو۔''

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

نبی کریم ﷺ نے غسلِ جنابت کا عملی طریقہ بھی امت کو سکھایا۔ حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسلِ جنابت فرماتے تو پہلے ہاتھ دھوتے، پھر وضو فرماتے، اس کے بعد پانی سر اور پورے جسم پر بہاتے۔"[18] سنن نسائی میں نبی کریم ﷺکے بارے میں مزید اضافہ ہے کہ اپنی انگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے اپنے بالوں کی جڑوں میں خلال فرماتے۔[19]

اسلام میں جنابت سے طہارت صرف ظاہری صفائی نہیں بلکہ عبادت کے لیے روحانی تیاری بھی ہے۔

اسلام اور یہودیت دونوں مذاہب میں جنابت سے طہارت کو عبادت کے لیے بنیادی شرط مانا گیا ہے۔ دونوں روایات میں پانی کے ذریعے مکمل جسمانی تطہیر، عبادت سے قبل پاکیزگی، اور روحانی آمادگی کا تصور مشترک ہے۔ البتہ اسلام میں غسلِ جنابت کا طریقہ سنتِ نبوی ﷺ کے ذریعے نہایت جامع، آسان اور واضح انداز میں متعین کیا گیا، جبکہ یہودیت میں مِقوہ اور مخصوص مذہبی ضوابط کے ذریعے اس حکم کی تفصیلات بیان کی گئیں۔

نجس اشیاء سے اجتناب

اسلام اور یہودیت میں نجس اشیاء سے اجتناب کو دینی پاکیزگی، روحانی طہارت اور عبادت کی قبولیت کے لیے نہایت اہم قرار دیا گیا ہے۔

یہودیت میں نجاست اور ناپاک اشیاء سے اجتناب کو مذہبی زندگی کا بنیادی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ تالمود اور تورات میں مختلف اقسام کی نجاستوں کا ذکر ملتا ہے، مثلاً مردار جانور، خون، کوڑھ، جسمانی رطوبات اور بعض حیوانات کو ناپاک قرار دیا گیا ہے۔ کتابِ احبار میں بیان ہے کہ جو شخص ناپاک چیز کو چھوئے گا وہ شام تک ناپاک رہے گا اور اسے غسل کرنا ہوگا۔[20]

تالمود کی "صیدر طہوروت" میں نجاست کے تفصیلی احکام مذکور ہیں جن میں خوراک، برتن، جسم اور عبادت گاہ کی پاکیزگی کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔ یہودی شریعت میں خاص طور پر "کاشر" (Kosher) قوانین کے ذریعے حلال و حرام اور پاک و ناپاک جانوروں کی تفریق کی گئی تاکہ بنی اسرائیل مذہبی طہارت برقرار رکھ سکیں۔ تالمود میں یہ اصول بھی مذکور ہے کہ ناپاکی انسان کو مقدس عبادات سے محروم کر دیتی ہے، اس لیے طہارت کے لیے غسل اور تطہیر کے مخصوص طریقے اختیار کیے جاتے تھے۔[21]

شریعتِ اسلامیہ میں قرآنِ کریم اور صحاحِ ستہ کی احادیث کے مطابق بعض اشیاء کو ناپاک قرار دے کر ان سے بچنے اور ان کے اثرات کو زائل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ[22] "اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔" اسی طرح فرمایا: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ[23] "بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔"

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

صحاحِ ستہ میں متعدد احادیث ایسی موجود ہیں جن میں نجاست سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات کے مطابق نبی کریم ﷺ نے پیشاب کی نجاست سے نہ بچنے کو عذابِ قبر کا سبب قرار دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں، ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔''[24]

اسی طرح برتن، لباس، بدن اور عبادت کی جگہ کو نجاست سے پاک رکھنا نماز کی صحت کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''طہارت نصف ایمان ہے۔''[25]

اسلام اور یہودیت دونوں مذاہب میں نجس اشیاء سے اجتناب کو محض جسمانی صفائی تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اسے روحانی پاکیزگی، اخلاقی اصلاح اور عبادت کے احترام کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ دونوں شریعتیں انسان کو پاکیزہ زندگی اختیار کرنے، نجاست سے دور رہنے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں طاہر ہو کر حاضر ہونے کی تعلیم دیتی ہیں، اگرچہ تفصیلی احکام اور بعض جزئیات میں فرق پایا جاتا ہے۔

میت سے متعلق مشترکہ احکام

یہودیت میں بھی میت سے متعلق طہارت و نجاست کے احکام انتہائی تفصیل سے بیان ہوئے ہیں، خصوصاً تالمود کی ''طہوروت'' (Tohorot) اور ''اوہالوت'' (Oholot) ابواب میں۔ تالمودی تعلیمات کے مطابق مردہ جسم (Corpse) شدید درجے کی نجاست یعنی (''Tum'at Met'') کا سبب بنتا ہے۔ اگر کوئی شخص میت کو چھوئے، اس کے قریب رہے یا ایک ہی چھت کے نیچے موجود ہو تو وہ شرعی طور پر ناپاک سمجھا جاتا ہے اور اسے طہارت کے مخصوص مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ کتاب گنتی میں ہے ''جو کوئی کسی مردہ انسان کی لاش کو چھوئے وہ سات دن تک ناپاک رہے گا۔''[26]

اسی حکم کی تشریح تالمود میں تفصیل سے ملتی ہے، جہاں میت سے منتقل ہونے والی نجاست کے درجات، غسل، پانی کے چھڑکاؤ اور تطہیر کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔ یہودی شریعت میں میت کی تدفین جلد کرنا، لاش کی بے حرمتی سے بچنا، اور مخصوص پاکیزگی کے اصولوں کے ساتھ جنازے کی تیاری کرنا مذہبی فریضہ تصور کیا جاتا ہے۔ تالمود میں (''Chevra Kadisha'') یعنی میت کو غسل دینے اور تدفین کا انتظام کرنے والی جماعت کے فرائض بھی مذکور ہیں، جو اسلامی غسلِ میت کے نظام سے مشابہت رکھتے ہیں۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 30, 2026

اسلام میں میت کے احترام، غسل، کفن، تدفین اور میت کو ہاتھ لگانے کے بعد طہارت کے احکام واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن ناپاک نہیں ہوتا''۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب وہ جنابت کی حالت میں تھے تو نبی ﷺ سے الگ ہو گئے، بعد میں واپس آکر وجہ بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! مسلمان نجس نہیں ہوتا۔''[27]

اس حدیث سے فقہاء نے استدلال کیا کہ مسلمان کی زندگی اور وفات دونوں حالتوں میں اصلِ بدن نجس نہیں ہوتا، البتہ میت کو غسل دینا، کفن پہنانا اور دفنانا فرضِ کفایہ ہے۔ اسی طرح جامع ترمذی میں وارد ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میت کو غسل دے وہ خود بھی غسل کرے، اور جو اسے اٹھائے وہ وضو کرے۔''[28] محدثین اور فقہاء نے اس روایت کی روشنی میں میت کے ساتھ تعامل کے بعد طہارت اختیار کرنے کو مستحب یا بعض کے نزدیک واجب قرار دیا ہے، تاکہ جسمانی و روحانی پاکیزگی برقرار رہے۔ اسلام میں میت کے احترام کا یہ عالم ہے کہ جنازے کے جلد انتظام، خوشبو لگانے، کفن کو پاک رکھنے اور قبر کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآنِ کریم میں بھی ارشاد ہے: ''ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ'' [29]

یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو موت دی پھر اسے قبر عطا فرمائی، جس سے تدفین کی مشروعیت اور انسانی حرمت واضح ہوتی ہے۔

دونوں مذاہب میت کے احترام، پاکیزگی، اور انسانی حرمت کو بنیادی اہمیت دیتے ہیں۔ دونوں میں میت کے ساتھ بے ادبی ممنوع ہے، تدفین کو مذہبی فریضہ قرار دیا گیا ہے، اور میت سے متعلق اعمال کے بعد طہارت کا اہتمام ضروری سمجھا گیا ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ اسلام میں مسلمان میت کو بذاتِ خود نجس قرار نہیں دیا گیا، جبکہ یہودیت میں میت کو شرعی نجاست کا بنیادی سبب تصور کیا گیا ہے۔

ناخن اور بالوں کی صفائی کے مشترکہ احکام

یہودی مذہبی متون خصوصاً تالمود میں جسمانی صفائی اور ناخن و بالوں کی درست حالت کو مذہبی پاکیزگی سے جوڑا گیا ہے۔ تالمود (خصوصاً Tractate Niddah اور Berakhot میں) صفائی، جسمانی اہتمام اور عبادات سے قبل پاکیزگی پر زور دیتا ہے۔ یہودی فقہی روایت میں ناخنوں کا صاف ہونا اور جسمانی میل کچیل سے پاک ہونا عبادت کے لیے ضروری آداب میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض تالمودی ہدایات میں جسمانی صفائی کو ''کودوشاہ'' یعنی تقدس اور پاکیزگی کے تصور سے جوڑا گیا ہے، جس کے مطابق انسان کو عبادت سے پہلے جسمانی طور پر صاف ستھرا ہونا چاہیے، اور ناخن و بالوں کی بے ترتیبی کو ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے۔[30]

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2026

نبی کریم ﷺ نے جسمانی صفائی اور فطری امور (الفطرة) کو ایمان اور طہارت کا حصہ قرار دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس چیزیں فطرت میں سے ہیں: مونچھیں کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا...''[31] اسی طرح دیگر روایات میں ناخن اور زیرِ ناف وبغل کے بالوں کی صفائی کو زیادہ سے زیادہ چالیس دن کے اندر کرنے کی تاکید ملتی ہے۔[32]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں ناخن اور بالوں کی صفائی کو روزمرہ طہارت اور سماجی پاکیزگی کا لازمی حصہ بنایا گیا ہے تاکہ انسان جسمانی نجاست اور جراثیم سے محفوظ رہے اور عبادت کے لیے پاک حالت میں رہے۔

صحاحِ ستہ اور تالمود دونوں میں ناخن اور بالوں کی صفائی کو مذہبی واخلاقی طہارت کا حصہ سمجھا گیا ہے۔ دونوں مذاہب میں یہ تصور مشترک ہے کہ جسمانی صفائی عبادت کی قبولیت اور روحانی پاکیزگی کے لیے بنیادی شرط ہے، اور انسانی فطرت کے مطابق باقاعدہ صفائی کو ایک مستقل دینی ہدایت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

تالمود اور صحاح ستہ کی کتبِ حدیث میں نجاست وطہارت کے احکام سے متعلق دونوں مذاہب کی روایات میں پاکیزگی کو عبادت اور مذہبی زندگی کی بنیادی شرط قرار دیا گیا ہے۔ دونوں مصادر میں جسمانی پاکی، کپڑوں اور برتنوں کی صفائی، اور نجاست کے اثرات سے بچاؤ پر خاص زور ملتا ہے۔ تالمود میں نجاست کو بعض اوقات شدید اور محیط اثر رکھنے والا تصور کیا گیا ہے، خصوصاً مردہ جسم اور بعض جسمانی رطوبات کے حوالے سے، جبکہ صحاح ستہ میں بھی انسانی نجاست، غسل، وضو اور پاکی کے اصول تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ اسی طرح دونوں روایتوں میں یہ اصول مشترک ہے کہ عبادت کے لیے جسم ولباس کی طہارت ضروری ہے، اور ناپاک چیزوں سے اجتناب مذہبی پاکیزگی کا حصہ ہے۔ تاہم فرق یہ ہے کہ تالمود میں نجاست کے بعض احکام زیادہ قانونی اور تفصیلی فریم ورک رکھتے ہیں، جبکہ صحاح ستہ میں طہارت کے احکام زیادہ تر عباداتی وعملی رہنمائی کی صورت میں بیان ہوئے ہیں۔ مجموعی طور پر دونوں میں طہارت کو روحانی اور عملی پاکیزگی کا بنیادی ستون تسلیم کیا گیا ہے۔

تالمود اور کتب صحاح ستہ کے اختلافی احکام

اسلام اور یہودیت دونوں مذاہب میں طہارت ونجاست کو مذہبی زندگی کا بنیادی حصہ قرار دیا گیا ہے، لیکن ان کے بعض احکام میں نمایاں اختلافات اور تضادات پائے جاتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں طہارت کا مقصد عبادت کے لیے ظاہری وباطنی پاکیزگی حاصل کرنا ہے، جبکہ تلمودی شریعت میں نجاست اور طہارت کا تعلق بالخصوص ہیکل، قربانیوں اور مقدس اشیاء سے ہے۔ چنانچہ بعض امور ایسے ہیں جنہیں تالمود میں نجاست کا سبب قرار دیا گیا ہے لیکن صحاحِ ستہ میں وہ نجاست شمار نہیں ہوتے، اور بعض معاملات میں اسلامی احکام تالمودی تعلیمات سے بالکل مختلف ہیں۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

مردہ انسان کی نجاست

صحاحِ ستہ اور تالمود میں مردہ انسان (میت) کے بارے میں طہارت و نجاست کے احکام میں نمایاں اختلاف پایا جاتا ہے۔

تالمود اور یہودی شریعت میں مردہ انسان کو نجاست کا سب سے بڑا سبب شمار کیا گیا ہے، جسے "Tumat Met" (نجاستِ میت) کہا جاتا ہے۔ تورات کے مطابق جو شخص کسی مردہ انسان کو چھو لے یا اس کے ساتھ ایک ہی مکان میں موجود ہو وہ سات دن تک ناپاک رہتا ہے اور اسے مخصوص تطہیری عمل سے گزرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ انسانی لاش نہ صرف براہِ راست چھونے والے کو بلکہ ایک ہی چھت کے نیچے موجود افراد کو بھی نجاست میں مبتلا کر دیتی ہے۔[33]
مزید یہ کہ اس نجاست کے ازالے کے لیے سرخ گائے (Red Heifer) کی راکھ ملا پانی مخصوص دنوں میں چھڑکنا ضروری تھا، ورنہ طہارت حاصل نہیں ہوتی تھی۔[34]

اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان اپنی اصل کے اعتبار سے نجس نہیں ہوتا، اس لیے موت کے بعد بھی اس کا جسم بذاتِ خود نجس قرار نہیں دیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب وہ حالتِ جنابت میں نبی کریم ﷺ سے الگ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللَّهِ! إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ[35] "سبحان اللہ! مومن نجس نہیں ہوتا۔

اسی بنا پر جمہور فقہاء کے نزدیک مسلمان میت پاک ہے، اگرچہ میت کو غسل دینا، کفن دینا اور دفن کرنا شرعی احکام ہیں۔ البتہ بعض احادیث میں میت کو غسل دینے والے کے لیے غسل یا وضو کا ذکر آیا ہے، جیسے: مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ[36] (جس نے میت کو غسل دیا وہ غسل کرے اور جس نے اسے اٹھایا وہ وضو کرے)۔

تاہم اکثر محدثین اور فقہاء اس حکم کو استحباب پر محمول کرتے ہیں، نہ کہ میت کی ذاتی نجاست پر۔

تالمودی قانون میں میت بذاتِ خود شدید مذہبی نجاست کا ذریعہ ہے، جبکہ اسلام میں میت محترم اور پاک شمار ہوتی ہے اور اس کی تجہیز و تکفین عبادت و تکریم کا عمل ہے، نہ کہ نجاست کے ازالے کا۔ یہی فرق دونوں مذہبی روایات میں مردہ انسان کے بارے میں طہارت و نجاست کے تصور کو ایک دوسرے سے واضح طور پر ممتاز کرتا ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

حیض والی عورت کا حکم

حیض والی عورت کے متعلق بعض بنیادی احکام میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔تالمود کے مباحثِ نِدّاہ(Niddah)میں حیض والی عورت کو ایک خاص درجے کی مذہبی نجاست کا حامل قرار دیا گیا ہے۔تالمود کے مطابق حیض کے دوران عورت کو بعض مذہبی اعمال اور مقدس اشیاء سے دور رہنا ہوتا ہے،اور اس کے چھونے سے بعض اشیاء بھی شرعی طور پر ناپاک شمار ہو سکتی ہیں۔نیز حیض ختم ہونے کے بعد مخصوص مدت کی تکمیل اور مِقوہ میں غسلِ تطہیر ضروری سمجھا جاتا ہے۔[37]
حیض کو صرف جسمانی کیفیت نہیں بلکہ ایک ایسی مذہبی ناپاکی تصور کیا جاتا ہے جو بعض سماجی اور مذہبی پابندیوں کا سبب بنتی ہے۔

اس کے برعکس اسلام میں حیض کو ایک فطری اور طبعی حالت قرار دیا گیا ہے،نہ کہ عورت کی ذاتی یا جسمانی نجاست۔حیض والی عورت کا جسم،لباس اور چھوا ہوا سامان ناپاک نہیں ہوتا۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ[38]"بے شک مومن نجس نہیں ہوتا۔"اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان کی گود میں سر رکھ کر قرآن کی تلاوت فرماتے تھے جبکہ وہ حالتِ حیض میں ہوتی تھیں۔[39]ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے مسجد سے چٹائی لانے کا فرمایا،جب انہوں نے عرض کیا کہ میں حائضہ ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ" "تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔"[40]البتہ اسلام میں حیض کی حالت میں نماز اور روزہ سے رخصت دی گئی ہے اور حیض ختم ہونے پر غسل کو عبادات کی ادائیگی کے لیے شرط قرار دیا گیا ہے۔

تالمود حیض کو ایک ایسی مذہبی نجاست قرار دیتا ہے جو متعدد اشیاء اور تعلقات پر اثر انداز ہوتی ہے،جبکہ اسلام میں حیض صرف ایک طبعی حالت ہے جس کے باعث بعض عبادات مؤخر ہو جاتی ہیں،لیکن عورت کی ذات،اس کا لمس اور اس کی معاشرتی حیثیت نجاست سے متصف نہیں۔

جنابت کا حکم

تالمودی تعلیمات کے مطابق منی کے اخراج یا مباشرت کے بعد انسان ایک مخصوص مدت تک مذہبی طور پر ناپاک شمار ہوتا ہے۔ایسے شخص کے لیے بعض مقدس اعمال،تورات کی تلاوت اور مقدس مقامات سے متعلق بعض عبادات میں شرکت محدود سمجھی جاتی تھی،اور اسے غسلِ تطہیر (مِقوہ،Mikveh)کے ذریعے پاکی حاصل کرنا ضروری ہوتا تھا۔بابلی تالمود میں حضرت عزرا علیہ السلام سے منسوب "تکنت عزرا"(Takkanat Ezra)کا ذکر ملتا ہے جس کے مطابق صاحبِ جنابت کے لیے تورات پڑھنے سے پہلے غسل کرنا لازم قرار دیا گیا تھا،اگرچہ بعد کے ادوار میں اس حکم میں تخفیف کر دی گئی۔[41]

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

چنانچہ بابلی تالمود میں جنابت اور تلاوتِ تورات کے احکام پر تفصیلی بحث موجود ہے۔اسی طرح مشنا میں غسلِ تطہیر کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔[42]

اس کے برعکس صحاحِ ستہ میں جنابت کو حقیقی جسمانی نجاست نہیں بلکہ ایک حکمی حالت قرار دیا گیا ہے جو عبادات، خصوصاً نماز اور طواف کے لیے غسل کو واجب بناتی ہے، لیکن جنبی شخص بذاتِ خود نجس نہیں ہوتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ حالتِ جنابت میں رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو گئے، پھر غسل کر کے واپس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللَّهِ! إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ[43]"سبحان اللہ! مومن نجس نہیں ہوتا۔"اسی طرح حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں غسل فرما کر نماز ادا کرتے تھے۔[44]

اس بنا پر اسلام میں جنابت عبادت کی ادائیگی میں مانع ہے، لیکن انسان کی ذات کو ناپاک قرار نہیں دیتی، جبکہ تالمودی فقہ میں جنابت ایک مذہبی ناپاکی شمار ہوتی ہے جس کے ازالے کے لیے مخصوص تطہیری اعمال ضروری سمجھے جاتے ہیں۔یہی فرق دونوں مذہبی روایات میں جنابت کے تصور اور اس کے عملی احکام کے درمیان بنیادی تضاد کو ظاہر کرتا ہے۔

مردار جانور کی نجاست

تالمود اور صحاحِ ستہ دونوں میں مردار جانور (Carcass) کے تصورِ نجاست اور شرعی نتائج میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔تالمود اور یہودی شریعت میں مردار جانور (Nevelah) کو شدید درجے کی مذہبی نجاست کا سبب قرار دیا گیا ہے۔تورات کے مطابق جو شخص مردار جانور کو چھوئے یا اسے اٹھائے وہ شام تک ناپاک رہتا ہے اور اسے اپنے کپڑے دھونا ضروری ہوتے ہیں۔[45]تالمودی مباحث میں اس حکم کی مزید تفصیلات بیان کی گئی ہیں کہ مردار جانور کا لمس، اسے اٹھانا، یا بعض صورتوں میں اس کے اجزاء سے بھی نجاست منتقل ہو جاتی ہے، جس کے نتیجے میں انسان اور بعض اشیاء مذہبی طور پر ناپاک شمار ہوتے ہیں۔[46]

اس کے برعکس صحاحِ ستہ میں مردار جانور کا اصل حکم حرمتِ خورد و نوش سے متعلق ہے، جبکہ ہر مردار جانور کا چھونا انسان کو لازماً نجس نہیں بناتا۔ نبی اکرم ﷺ نے بعض مردار اشیاء کے بارے میں تخفیف فرمائی، چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک مردہ بکری کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ[47]"تم نے اس کی کھال لے کر اسے دباغت کیوں نہ دی تاکہ اس سے فائدہ اٹھاتے؟"۔اسی طرح سمندری مردار کو بھی پاک اور حلال قرار دیا گیا: "هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ" "اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔"[48]

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

تالمود میں مردار جانور بنیادی طور پر ایک مذہبی نجاست کا حامل ہے جو لمس سے منتقل ہوتی ہے، جبکہ صحاحِ ستہ میں مردار کی حرمتِ بعام اصل مسئلہ ہے اور اس کا محض چھونا ہر حال میں انسان کو شرعی طور پر نجس قرار نہیں دیتا، لہٰذا دونوں نظام ہائے شریعت کے تصورِ نجاست میں واضح اختلاف پایا جاتا ہے۔

قبرستان اور نجاست

تالمود اور صحاحِ ستہ میں قبرستان اور مردہ انسان سے متعلق نجاست کے احکام میں نمایاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ تالمود اور مشنہ کے مباحث میں مذکور ہے، مردہ انسان (Corpse) کو نجاست کا سب سے بڑا سبب قرار دیتی ہے۔ تالمود کے مطابق جو شخص قبر، قبرستان یا میت کے ساتھ ایک ہی جگہ موجود ہو یا اسے چھو لے، وہ مذہبی طور پر ناپاک (Tumah) ہو جاتا ہے اور اس پر طہارت کے مخصوص احکام لازم آتے ہیں۔ مشنہ اُہالوت میں بیان کیا گیا ہے کہ قبر یا مردہ جسم کی نجاست چھونے، اٹھانے یا ایک ہی چھت کے نیچے ہونے سے منتقل ہو جاتی ہے، اس لیے کاہن (Kohen) کو خاص طور پر قبروں اور قبرستانوں سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ وہ حالتِ طہارت میں رہے۔[49]

اس کے برعکس صحاحِ ستہ میں مردہ انسان کو بذاتِ خود نجس قرار نہیں دیا گیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب وہ جنابت کی حالت میں رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللهِ! إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ[50] "سبحان اللہ! مؤمن نجس نہیں ہوتا۔" نبی کریم ﷺ نے قبروں کی زیارت کی ترغیب دی اور خود جنت البقیع تشریف لے جاتے تھے۔[51]

اگرچہ بعض احادیث میں میت کو غسل دینے والے کے لیے غسل اور جنازہ اٹھانے والے کے لیے وضو کا ذکر آیا ہے لیکن جمہور محدثین وفقہاء کے نزدیک یہ استحباب پر محمول ہے، نہ کہ میت یا قبرستان کی ذاتی نجاست کی بنا پر۔

تالمود میں قبرستان اور قبروں کو نجاست کے اہم مصادر میں شمار کیا گیا ہے اور ان سے اجتناب یا مخصوص تطہیر ضروری سمجھی جاتی ہے، جبکہ صحاحِ ستہ میں قبرستان کو نجاست کا مقام قرار نہیں دیا گیا بلکہ اسے عبرت، دعا اور یادِ آخرت کا مقام سمجھا گیا ہے، اور مردہ مسلمان کو شرعاً نجس نہیں مانا گیا۔

غیر یہودی اور نجاست

تالمودی فقہ میں بعض مقامات پر غیر یہودی (Gentile) کے بارے میں ایسے احکام مذکور ہیں جن کے مطابق انہیں بعض شرعی معاملات میں نجاست کے احکام سے جوڑا گیا ہے۔ خصوصاً تلمودی مباحث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ غیر یہودیوں کے بعض معاملات، ان کی رہائش، شراب اور بعض استعمال شدہ اشیاء کے ساتھ احتیاط برتی جائے تاکہ مذہبی پاکیزگی متاثر نہ ہو۔ بابلی تالمود میں غیر یہودیوں کی تیار کردہ بعض غذاؤں اور مشروبات کے استعمال سے متعلق پابندیوں کا ذکر ملتا ہے۔[52]

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2026

جبکہ بعض دیگر مقامات پر غیر یہودیوں کی قبروں اور زمین کے بارے میں طہارت کے مخصوص احکام مذکور ہیں۔[53]
ان احکام کا مقصد یہودی مذہبی تشخص اور شرعی طہارت کی حفاظت تھا، اگرچہ بعد کے یہودی فقہاء نے ان نصوص کی مختلف تشریحات بھی کی ہیں۔

اس کے برعکس صحاحِ ستہ میں غیر مسلم انسان کو ذاتی طور پر نجس قرار نہیں دیا گیا۔ اسلام کے نزدیک اصل انسان پاک ہے، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔

قرآن کریم اہلِ کتاب کے کھانے کو حلال قرار دیتا ہے: ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ[54] اور اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دعوت قبول فرمائی۔ صحیح بخاری میں موجود ہے نبی ﷺ نے یہودی عورت کا پیش کردہ کھانا قبول فرمایا: نبی ﷺ نے مشرکین اور اہلِ کتاب کے ساتھ معاملات کیے: اور ان کے برتن استعمال کیے۔[55]

اس بنا پر اسلامی تعلیمات میں غیر مسلم کو محض کفر یا مذہبی اختلاف کی وجہ سے جسمانی یا ظاہری نجس نہیں سمجھا جاتا، بلکہ نجاست کا تعلق مخصوص ناپاک اشیاء اور شرعی اسباب سے ہے، نہ کہ کسی قوم یا مذہب سے۔

اس طرح تالمود کے بعض احکام اور صحاحِ ستہ کی تعلیمات کے درمیان اس مسئلے میں واضح فقہی اور نظریاتی فرق نمایاں ہوتا ہے۔

تالمود اور کتبِ صحاح ستہ میں طہارت و نجاست کے احکام کا مطالعہ کیا جائے تو دونوں کے بنیادی فکری پس منظر میں واضح فرق نظر آتا ہے، جس کے نتیجے میں بعض احکام میں ظاہری تضاد محسوس ہوتا ہے۔ تالمود میں نجاست کو نہایت وسیع دائرے میں بیان کیا گیا ہے۔ بعض جسمانی حالتیں اور حتیٰ کہ ایک ہی جگہ موجودگی کو بھی طہارت پر اثر انداز سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس کتبِ صحاح ستہ میں طہارت و نجاست کے اصول زیادہ تر عبادتی، عملی اور محدود فقہی دائرے میں بیان ہوئے ہیں، جن میں اصل زور ظاہری پاکیزگی، عبادت کے لیے طہارت، اور نجاست کے مخصوص مادی اسباب (جیسے خون، پیشاب، مردار وغیرہ) پر ہے۔

دونوں متون میں نجاست وطہارت کے تصور کی نوعیت، دائرۂ اطلاق اور عملی نفاذ میں فرق پایا جاتا ہے، جسے براہِ راست تضاد کے بجائے مختلف مذہبی قانونی ڈھانچوں کے تناظر میں سمجھنا زیادہ علمی اور تحقیقی نقطۂ نظر ہے۔

خلاصۃ البحث

تجزیاتی مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں مذاہب میں طہارت کا تصور روحانی پاکیزگی اور عبادت کی قبولیت سے جڑا ہوا ہے، تاہم یہودیت میں اس کا دائرہ زیادہ رسمی، تفصیلی اور قانونی نوعیت رکھتا ہے جبکہ اسلامی نظام میں یہ زیادہ عملی، سہل اور عمومی عبادتی زندگی سے مربوط ہے۔ اسی طرح نجاست کی اقسام میں کچھ ظاہری مماثلتیں موجود ہیں، لیکن ان کے اطلاقی دائرہ کار اور شدت کے معیار میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

طہارت و نجاست کا تصور دونوں مذاہب میں بنیادی مذہبی اہمیت رکھتا ہے، لیکن ان کے قانونی ڈھانچے، تعبیرات اور عملی نفاذ میں نمایاں فرق موجود ہے، جو دونوں مذاہب کے فقہی مزاج اور عبادتی نظام کی خصوصیات کو ظاہر کرتا ہے۔

سفارشات و تجاویز

مختلف مذہبی روایات میں طہارت و نجاست کے تصورات نہ صرف فقہی و شرعی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ ان کے پس منظر میں تہذیبی، سماجی اور عباداتی حکمتیں بھی کارفرما ہیں۔اس تناظر میں چند اہم سفارشات اور تجاویز درج ذیل ہیں جو اس موضوع پر مزید تحقیق اور علمی افادیت کے لیے معاون ثابت ہوسکتی ہیں:

- تالمود اور حدیثی مصادر کے نصوص کے مطالعہ میں اصل زبانوں (عبرانی، آرامی اور عربی) سے براہِ راست رجوع کو یقینی بنایا جائے، تاکہ تراجم کی ممکنہ غلطیوں یا تشریحات کے فرق سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں سے بچا جا سکے۔ خصوصاً فقہی اصطلاحات کے مفہوم کو سیاق وسباق کے ساتھ سمجھنا ضروری ہے۔
- اسلامی مصادر (صحاح ستہ) میں طہارت کے احکام کی وسعت اور اعتدال کو مزید واضح کرنے کے لیے جدید تحقیقی اسلوب اپنایا جائے، جس میں تقابلی فقہ (Comparative Jurisprudence) اور مذہبی بشریات (Religious Anthropology) سے استفادہ کیا جائے۔
- تعلیمی اداروں میں ایسے تقابلی موضوعات کو نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ طلبہ میں علمی برداشت، تحقیقی سوچ اور مذہبی متون کو غیر جانبدارانہ انداز میں سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو۔اس سے انتہا پسندی کے بجائے علمی توازن کو فروغ ملے گا۔
- ونجاست جیسے موضوعات پر بین المذاہب علمی کانفرنسز اور ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے، تاکہ مختلف مذاہب کے علماو محققین براہ راست علمی تبادلۂ خیال کر سکیں اور مشترکہ علمی فہم کو فروغ دیا جاسکے۔

حوالہ جات

[1] صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، حدیث:223

[2] خروج 18:30-21

[3] The Babylonian Talmud, Tractate Berakhot. 53b-54a

[4] المائدۃ، 5:6

[5] صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب الطہارۃ للصلوٰۃ، حدیث:224؛ سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ وسننھا، باب لا یقبل صلاۃ بغیر طہور، حدیث نمبر 272

[6] Leviticus 13: 15

[7] Mishnah Tractate Mikvaot 1:1

[8] المائدۃ 5:6

[9] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب لا تقبل صلوۃ بغیر طہور، حدیث:135

[10] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب صب الماء علی البول فی المسجد، حدیث:220

[11] Leviticus 15:19

[12] Leviticus 12:1-5

[13] البقرۃ 2:222

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

14 صحیح بخاری، کتاب الحیض، باب إقبال المحیض وإدباره، حدیث:320؛ سنن انسائی، کتاب ذکر مایوجب الغسل ومالایجبہ، باب ذکر الاقراء، حدیث نمبر 213
15 Leviticus 15:16
16 Mishnah Tractate Mikvaot 1: 1-8
17 المائدۃ 5:6
18 صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، حدیث:248
19 سنن نسائی، کتاب ذکر مایوجب الغسل ومالایوجبہ، باب ذکر وضوء الجنب قبل الغسل، حدیث:248
20 Leviticus 24:11-28
21 Mishnah Tractate Mikvaot 1: 1
22 المدثر 74:4
23 البقرۃ 2:222
24 صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب من الکبائر أن لایستتر من بولہ، حدیث:218
25 صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب الطہارۃ للصلوٰۃ، حدیث:223
26 Tractate Nimbers 19: 11
27 صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب الجنب یخرج ویمشي في السوق وغیرہ، حدیث نمبر:283
28 جامع ترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء في الغسل من غسل المیت، حدیث:993
29 عبس 80:21
30 Babylonian Talmud, Berakhot 15a
31 صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، حدیث:261
32 صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، حدیث:258
33 Babylonian Talmud Tractate Nazir 54a-55a
34 Mishna Tractate Parah 3: 1-5
35 صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب الجنب یخرج ویمشي في السوق وغیرھا، حدیث نمبر 283
36 سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب الغسل من غسل المیت، حدیث:3161
37 Mishna Tractate Niddah 7:1
38 صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب المؤمن لاینجس، حدیث نمبر:283
39 صحیح بخاری، کتاب الحیض، باب الحائض ترجل رأس زوجھا وتخدمہ، حدیث نمبر:297
40 صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب جواز تناول الحائض من المسجد مالیس فیہ ممرھا، حدیث نمبر:298
41 Babylonian Talmud Tractate Nazir 22b-22a
42 Mishna Tractate Kelim 1: 1
43 صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب الجنب یخرج ویمشي في السوق وغیرہ، حدیث:283
44 صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، حدیث:248
45 Liviticus 24:11-28
46 Mishna Tractate Kelim 1: 1
47 صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب طہارۃ جلود المیتۃ بالدباغ، حدیث:363
48 سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء بماالبحر، حدیث:83
49 Mishna Tractate Oholot 1:2

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

[50] صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب الجنب یعرق ویقرء القرآن ویذکر اللہ، حدیث نمبر: 371

[51] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب: استئذان النبي ربه في زيارة القبور، حدیث نمبر: 977

[52] Babylonian Talmud, Tractate Avodah Zarah. 35b: 36a

[53] Mishna Tractate Oholot 18:7

[54] المائدۃ: 5

[55] صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب الاکل فی آنیۃ اھل الکتاب، حدیث: 5478